بھولے بھیا
اور
دوسری کہانیاں
مائل خیرآبادی

فهرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بھولے بھیّا

بھولے بھیّا سچ مچ بڑے بھولے تھے۔ کوئی اُن سے کچھ کہدیتا وہ اسے سچ مان لیتے لیکن کسی کا جھوٹ کھُل جاتا تو بھولے بھیّا کو بڑا رنج ہوتا تھا۔ کہتے کہ یہ مسلمان ہوکر جھوٹ بولتا ہے شرم نہیں آتی۔ بھولے بھیّا پڑھے لکھے آدمی تو نہ تھے لیکن گاؤں میں جو مکتب تھا اس مکتب کے مُلّا صاحب کے پاس کبھی کبھی چلے جاتے تھے۔ مُلّا صاحب بھولے بھیّا کو دین کی کچھ ضروری باتیں بتا دیا کرتے تھے۔ بھولے بھیّا ان باتوں کو بڑے شوق سے سنتے۔ ان باتوں کو یاد کر لیتے اور پھر انہی کے مطابق عمل بھی کرتے۔ بھولے بھیّا پانچوں وقت کی نمازیں جماعت سے پڑھا کرتے حق حلال کمائی خود کھاتے اور اپنے بال بچّوں کو کھلاتے۔ گاؤں کے رہنے والے تھے۔ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے۔ شہر میں لے جاکر بیچتے، جو کچھ ملتا اسی میں صبر وشکر کر کے گذر بسر کرتے۔ گاؤں کے لوگوں کا کہنا تھا کہ بھولے بھیّا نے کسی کا کبھی ایک ننھا پیسہ بھی نہیں دبایا۔ بھولے بھیّا سدا سچ بولتے۔ کسی نے ان سے کوئی غلط بات نہیں سُنی۔ وہ ہمیشہ اچھے کام کرتے اگر کبھی کوئی بُرا کام ہو جاتا تو جھٹ

توبہ کر لیتے۔ پھر کوشش کرتے کہ اب کوئی بُرا کام نہ ہو۔ پاس پڑوس والوں کا کام کچھ لیے بغیر ہی کر دیتے۔ گاؤں والوں کے دکھ درد کا بڑا خیال رکھتے جہاں تک ان سے ہو سکتا خدمت کرتے۔ کچھ نہ کر پاتے تو اللہ سے دُعا کرتے کہ اے اللہ! اس آدمی کا کام پورا کر دے۔

بھولے بھیّا رات کو سونے کے لیے لیٹتے تو جو سورتیں انہیں یاد ہوتیں انھیں پڑھ کر سوتے۔ کہا کرتے تھے کہ قرآن پڑھ کر سینے پر دم کر لو اور سو جاؤ تو رات بھر اللہ کے فرشتے گھر کی حفاظت کرتے ہیں اور اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

ایک رات کی بات ہے۔ بھولے بھیّا سو رہے تھے۔ سوتے سوتے اچانک چونک پڑے۔ بیوی کو جگایا۔ پوچھا" دروازے پر کون پکارتا ہے؟" بیوی نے جواب دیا" میں کیا جانوں، میں تو سو رہی تھی، کہو کیا بات ہے؟" بھولے بھیّا نے بتایا کہ میں نے سُنا، کوئی پکار کر کہہ گیا ہے کہ کل اللہ میاں دو بار تمہارے پاس آئیں گے اور ایک بار تم ان کے پاس پہونچو گے۔ بیوی نے یہ سنا تو مسکرائی اور بولی" تم سچ مچ بڑے بھولے ہو۔ تم نے خواب دیکھا ہوگا۔ اللہ میاں کسی کے گھر نہیں جاتے اور نہ کوئی ان کے پاس پہنچ سکتا ہے۔ جاؤ جا کر سو جاؤ، ابھی رات زیادہ ہے۔"

یہ کہہ کر بیوی تو پھر سو گئی لیکن بھولے بھیّا کو نیند نہیں آئی۔ ان کو پورا پورا یقین ہو گیا کہ اللہ میاں کل ضرور آئیں گے۔ یہ بات اس وقت شاید کوئی فرشتہ پکار کہہ گیا ہے۔ بھولے بھیّا کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی تو اب انھیں نیند کیسے آ سکتی تھی۔ اسی وقت چارپائی سے اُترے گھر کی صفائی

کرنے میں لگ گئے۔ گھر کی چیزیں صاف کر کے سلیقے سے رکھنے اور ٹھیک ٹھاک کرنے لگے۔

بھولے بھیّا گھر کی صفائی کرتے جاتے اور سوچتے جاتے کہ اللہ میاں تو اللہ میاں ہیں اللہ میاں کو کوئی دیکھ کیسے پائے گا۔ پھر ان کی خاطر تواضع کیا کیجائے گی اللہ میاں نہ کچھ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں۔ اللہ میاں کو ان چیزوں کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ہر جمعہ میں امام صاحب خطبہ پڑھ کر بتاتے ہیں کہ اللہ میاں کو کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ وہ کسی کے محتاج نہیں۔ سب ان کے محتاج ہیں۔ اللہ میاں تو ہر عیب سے پاک ہیں اللہ میاں تو ایک نور ہیں۔ اللہ میاں کا کوئی جسم بھی نہیں نہ ان کے ہاتھ پیر ناک کان۔ وہ تو بس جو چاہتے ہیں اس کے لیے حکم دیدیتے ہیں۔ اور وہ بات ہو جاتی ہے۔ بھولے بھیّا یہ بھی سوچتے کہ میں اللہ میاں کو کہاں بٹھاؤں گا اور کیسے بٹھاؤں گا۔ وہ تو نور ہیں۔

بھولے بھیّا اس طرح سوچتے جاتے اور کام کرتے جاتے۔ خاص طور پر انھوں نے اس بات کا بڑا خیال رکھا کہ گھر میں کوئی ناپاک چیز نہ رہنے پائے۔ بھولے بھیّا نے صبح ہونے سے پہلے گھر کو صاف ستھرا کر دیا اور لوبان کی دھونی کونے کونے میں دے دی۔ فجر کی اذان ہوئی تو مسجد گئے۔ نماز پڑھ کر جھٹ گھر لوٹ آئے۔ قرآن کی جتنی سورتیں یاد تھیں۔ ان سب کی تلاوت کر ڈالی پھر کلمہ پڑھنے لگے۔ کلمہ پڑھتے وقت بار بار وہ آسمان کی طرف دیکھتے اور سوچتے کہ اللہ میاں تو نور کے تخت پر بیٹھ کر آئیں گے۔ تخت کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ حضرت جبرئیل علیہ السّلام ساتھ ہوں گے۔ بھولے بھیا نے آسمان کی طرف سے نظر ہٹا کر اپنے گھر کو دیکھا۔ "میرے گھر آئیں گے اللہ میاں!" ان کی زبان سے نکلا

اور وہ خوش ہوگئے۔ انھوں نے بار بار آسمان کی طرف دیکھا مگر اللہ میاں ان کو دکھائی نہ دیئے۔

بھولے بھیّا نے یہ بھی سوچا "ہوسکتا ہے کہ اللہ میاں اپنے گھر (مسجد میں) اتریں۔ پھر میرے گھر آئیں" یہ خیال آیا تو بھولے بھیّا نے مسجد کی طرف دیکھا۔ اللہ میاں تو انہیں دکھائی نہ دیئے۔ ہاں انھوں نے دیکھا کہ بدلو تیلی کی بیوہ گود میں ننھی دُلاری کو لیے آرہی ہے اور یہ کہہ کہہ کر بھیک مانگ رہی ہے "اللہ بھلا کرے، رام بھلا کرے۔ مائی باپ کل سے دُلاری بھوکی ہے۔ بھگوان کے نام پر، اللہ کے نام پر اُسے کھانا کھلا دو اللہ تم کو بدلہ دے۔ بھگوان تمہاری رکشا کرے۔

یہ کہتی ہوئی وہ بیوہ عورت آرہی تھی۔ بھولے بھیّا تو ویسے بھی بڑے نرم دل تھے۔ آج بھلا چوکنے والے کب تھے۔ اللہ میاں نہ جانے کس وقت مہمان ہوکر آجائیں اور دیکھیں کہ بھولے بھیّا نے کسی غریب کو ٹال دیا۔ یہ کیسے ہوسکتا تھا۔ بھولے بھیّا جھٹ اٹھے۔ کوٹھری میں گئے۔ ایک کپڑے میں اناج باندھ لائے۔ دُلاری کی ماں کو دے دیا۔ پھر جیب میں ہاتھ ڈالا۔ ہاتھ میں جتنے پیسے آگئے وہ بھی اُسے دے دیئے۔ اور کہا جلدی جا، دُلاری کو کھلا پلا اور دیکھ آج دُلاری کو رُلانا نہیں اور دیکھ تو بھی خوش رہنا۔ خبردار آج آنسو نہ بہانا اور ہاں، یہ بھی بتا تیرے دل میں کوئی ارمان ہے۔ میرے گھر اللہ میاں مہمان آرہے ہیں۔ میں ان سے تیرے بارے میں ضرور کہوں گا۔"

دُلاری کی ماں کچھ نہ سمجھ سکی۔ بولی "بس بھولے بھیّا دُعا کیجئے کہ زندگی عزّت و آبرو کے ساتھ بسر ہوجائے" یہ کہہ کر وہ چلی گئی اب پھر

بھولے بھیّا کبھی آسمان کی طرف دیکھتے کبھی مسجد کی طرف آج وہ کام پر بھی نہیں گئے۔ گھر والوں نے کہا بھی لیکن وہ کسی کی سننے والے کب تھے۔ یہی کہتے رہے کہ کہیں کیسے جاؤں، گھر میں جو اللہ میاں آرہے ہیں۔ نہ جانے کس وقت آجائیں اور مجھے نہ پاکر لوٹ جائیں۔ تم لوگ تو اللہ میاں کی بڑائی سمجھتے نہیں۔ نہ جانے تم سے کچھ غلطی ہو جائے۔

یہ سُن کر اور بھولے بھیّا کا رکھ رکھاؤ اور گھر کی صفائی دیکھ کر لوگ ہنس رہے تھے مگر تھے سب چپ۔ سوچ رہے تھے کہ دیکھیں آج اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

سورج اونچا ہو رہا تھا۔ دو گھنٹہ دن چڑھ آیا۔ اللہ میاں ابھی تک نہ آئے۔ اللہ میاں کا راستہ دیکھتے دیکھتے دوپہر ہو گئی۔ اب تو بھولے بھیّا کو لگی بھوک۔ سوچا کیا کریں؟ اگر کھانا کھانے بیٹھے اور اللہ میاں آگئے تو بڑی گڑبڑ ہو گی۔ کچھ سوچ کر پکارے "اری تبارک کی ماں! چنے دے جا۔ بھوک لگی ہے۔ بیٹھا بیٹھا ایک ایک دو دو ٹونگتا رہوں گا اور اللہ میاں کا راستہ دیکھتا رہوں گا اور اب شاید ظہر بعد اللہ میاں آئیں گے۔

تبارک کی ماں مُسکرائی چنے دے گئی۔ چنے ٹونگتے ٹونگتے آدھا گھنٹہ ہو گیا اب لگی پیاس۔ بھولے بھیّا نے آج کورے گھڑوں میں پانی رکھا تھا گھڑوں پر کورے کلھڑ رکھے تھے۔ پیاس لگی تو کورے کلھڑ میں پانی انڈیلا۔ پیا اور پھر بڑے قاعدے سے گھڑے پر رکھ دیا۔ لوٹ کر باہر آئے تو دروازے پر ایک آدمی کو کھڑے پایا۔ وہ کوئی مسافر معلوم ہوتا تھا۔ اس نے کہا "بھائی! پیاسا ہوں ذرا پانی پلا دو۔" بھولے بھیّا نے اس کے لیے جھٹ چارپائی بچھا دی۔

پھر گھر گئے۔ گڑ کا شربت بنایا اس میں دودھ ڈالا اور لاکر مسافر کو پلایا۔ مسافر نے شربت پی کر اللہ کا شکر ادا کیا اور دعائیں دیتا چلا گیا۔ ظہر کا وقت بھی ہو گیا۔ بھولے بھیّا جا کر نماز بھی پڑھ آئے لیکن اللہ میاں کا ابھی تک کہیں پتہ نہ تھا۔

بھولے بھیّا بے چارے کبھی بیٹھتے، کبھی اُٹھ کر ٹہلنے لگتے اچانک انھوں نے سُنا کسی نے سلام کیا" السلام علیکم بھولے بھیا" سلام کی آواز سُن کر بھولے بھیّا چونک پڑے۔ سمجھے شاید اللہ میاں آگئے۔ سلام کا جواب اللہ میاں کو کیا دیں۔ اتنے میں کریم بابا کو دیکھا انھوں نے ہی سلام کیا تھا۔ انھیں سلام کا جواب دیا" وعلیکم السّلام کریم بابا۔ اس وقت کہاں جا رہے ہو۔ سب خیریت ہے؟"

ہاں بھولے بھیّا! اللہ کا شکر ہے۔ میاں جی کے پاس جا رہا ہوں۔ نہ جانے منواں کو کیا ہو گیا ہے۔ قے کیے چلا جا رہا ہے بخار بھی ہو گیا ہے۔"

"اچھا یہ بات ہے۔ ذرا ٹھہریے کریم بابا۔ میرے پاس دوا رکھی ہے۔ اس جمعہ چھوڑ اُس جمعہ کو شہر گیا تھا۔ وہاں سے شیشی لایا تھا آدھی سے زیادہ رکھی ہے۔"

یہ کہہ کر بھولے بھیّا کوٹھری میں گئے۔ شیشی لے آئے۔ پھر بولے" اچھا چلو بیمار کو دیکھ بھی لیں۔ مُلّا جی نے ایک جمعہ کو خطبے میں سُنایا تھا کہ بیمار کو دیکھنے جانے کا بڑا ثواب ہے۔

بھولے بھیّا کریم بابا کے ساتھ ان کے گھر گئے۔ جا کر منواں کو دیکھا۔ اسے ایک خوراک دوا دی۔ وہاں ان کو آدھا گھنٹہ لگ گیا اتنی دیر وہ یہ بھولے

رہے کہ اللہ میاں مہمان آنے والے ہیں۔ اچانک یاد آیا تو کریم بابا سے کہا "لو بابا! یہ شیشی رکھ لو۔ آدھے آدھے گھنٹے کے بعد چلّو بھر پانی میں پانچ قطرے ملا کر دیدینا۔ اللہ میاں چاہیں گے تو منّواں ٹھیک ہوجائے گا۔ ویسے گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ میں اللہ میاں سے کہہ بھی دوں گا۔ تم نے سُنا! آج میرے گھر اللہ میاں آرہے ہیں۔ بالکل نہ گھبرانا تم اچھا کریم بابا!"

کریم بابا اپنی الجھن میں تھے۔ وہ بھولے بھیّا کی باتیں کچھ سمجھے کچھ نہ سمجھے، جو کچھ سمجھے وہ بات دل کو نہ لگی۔ شیشی لے کر رکھ لی۔ اب بھولے بھیا بھاگے بھاگے گھر آئے گھر کے آس پاس کسی کے آنے جانے کے نشاں دیکھنے لگے۔ ان کو کسی طرح کا کوئی نشان نہ دکھائی دیا۔ اب تو اداس ہونے لگے۔ عصر کا وقت قریب تھا۔ وہ بھی ختم ہوا مغرب کا وقت آیا وہ بھی گذر گیا لیکن بھولے بھیّا کے گھر اللہ میاں نہیں آئے۔ انھیں بڑا افسوس ہوا۔ مغرب کے بعد میاں جی کے گھر گئے۔ ڈرتے ڈرتے ان سے سارا حال بتایا۔ میاں جی سُن کر مسکرائے پھر بولے "بھولے بھیّا! سچ مچ اللہ میاں تمہارے گھر دوبار آئے اور ایک بار تم ان کے پاس گئے۔ تم سمجھتے نہیں۔"

"ہاں میاں جی! میں تو کچھ نہ سمجھا۔ آپ سمجھائیے، اللہ میاں کب میرے گھر آئے۔ میں نے تو نہیں دیکھا۔"

"بھولے بھیّا! میں تم کو دو حدیثیں سُناتا ہوں۔ یہ حدیثیں سُن کر تم پوری بات سمجھ لوگے۔"

(۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کہے گا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا لیکن

تونے نہیں کھلایا۔ تو وہ کہے گا کہ اے میرے رب! میں تجھے کیوں کر کھلاتا تو خود ہی سب کو کھلانے اور پلانے والا ہے۔ اللہ فرمائے گا کہ تجھے خبر نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تھا لیکن تونے اُسے نہیں کھلایا۔ کیا تجھے خبر نہیں کہ اگر تو اُسے کھلاتا تو اپنے کھلائے ہوئے کھانے کو میرے یہاں پاتا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا۔ لیکن تونے مجھے نہیں پلایا۔ تو وہ کہے گا۔ اے میرے رب! میں تجھے کیسے پلاتا۔ تو خود ہی سب کو پالنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا لیکن تونے اسے پانی نہیں دیا۔ اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو وہ پانی میرے یہاں پاتا۔" (مسلم۔ ابوہریرہؓ)

یہ حدیث سُنا کر میاں جی نے بھولے بھیّا سے کہا کہ سُنا بھائی۔ تم نے تو اللہ کے فلاں فلاں بندے کو کھلایا پلایا۔ اس طرح اللہ میاں نے تم کو جانچا تم اس جانچ میں کامیاب ہوئے۔"

بھولے بھیا مُسکرائے اور پھر چپکے چپکے نہ جانے کیا سوچنے لگے اب میاں جی نے اُن سے کہا۔ دوسری حدیث سنو، دیکھو کہ اللہ میاں کے پاس تم کیسے پہنچے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کہے گا" اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تھا۔ تو پوچھنا کرنے بھی نہ آیا۔ تو وہ کہے گا" اے میرے رب! میں تیرا پوچھنا کرنے کیسے آتا تو سارے جہان کا مالک ہے اور رب ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا" کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تھا تو اس کا پوچھنا کرنے نہیں گیا تھا۔ کیا تجھے خبر نہ تھی کہ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو اس کے پاس مجھے پاتا۔

(مسلم۔ ابوہریرہؓ)

یہ حدیث سنا کر میاں جی نے کہا "بھولے بھیّا! تم تو بیمار کا پوچھنا کرنے کے بدلے اُسے دوا بھی پلا آئے۔ اسی بیمار منّواں کے پاس آدھ گھنٹہ بیٹھے۔ آدھ گھنٹہ اللہ تعالیٰ تم سے بہت قریب رہا سمجھے!

بھولے بھیّا مُسکرائے اور اللہ کا شکر ادا کرنے لگے کہ اللہ میاں ہی نے انھیں یہ توفیق دی کہ ایک دن میں انھوں نے اللہ کے تین بندوں کی خدمت کی اور اس طرح اللہ کے قریب ہو گئے۔

دو مالدار

دو مالدار آدمی تھے۔ وہ مر گئے۔ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مالدار سے پوچھا" میں نے تجھ کو بہت سا مال دیا تھا۔ تو نے دنیا میں اس کو کس طرح خرچ کیا؟" اس مالدار نے کہا" اے اللہ تو نے مجھ کو جو مال دیا تھا، اس سے میں نے اپنے بال بچوں کو پالا پوسا۔ ان کو اچھے سے اچھا کھانا کھلایا۔ اچھے سے اچھا کپڑا پہنایا۔ خوب پڑھایا لکھایا میری دو لڑکیاں تھیں۔ ایک کی شادی ایک سیٹھ کے لڑکے سے دوسری لڑکی کا بیاہ ایک وزیر سے کیا۔ جب میں مرا تو میرے بال بچے بڑے سکھ سے تھے۔ میری بیوی کے پاس ہزاروں روپے کا زیور تھا۔ میں نے اپنی بیوی کے نام ایک گھر بھی لکھ دیا تھا جس کا کرایہ سو روپے ماہانہ آتا ہے۔ اسی طرح ہر بیٹے کے پاس ایک ایک بہت عمدہ کوٹھی تھی۔ جس وقت میں مرا اس وقت میرے بچے بڑے آرام سے تھے۔ اے اللہ! میں نے اپنا سارا مال اپنے بال بچوں کو سکھی بنانے میں خرچ کیا اور مجھے خوشی ہے کہ میرے بعد میرے بال بچے سکھ سے رہ رہے ہوں گے۔

اللہ میاں نے یہ سب سُنا۔ اس مالدار آدمی سے فرمایا۔ اگر تجھے معلوم ہو کہ تیرے مرنے کے بعد تیرے بال بچے کس حال میں ہیں تو تیری ساری خوشی جاتی رہے گی اور تو دُکھ کے مارے رونے لگے گا۔

اس کے بعد اللہ میاں نے اُس کو حکم دیا کہ اپنے بال بچوں کا حال دیکھ اس مالدار آدمی نے دیکھا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی بیوی نے ایک

مرد سے شادی کرلی۔ وہ مرد بہت برا آدمی تھا۔ نہ کام کاج کرتا تھا اور نہ کماتا تھا۔ دن رات گھر میں پڑا رہتا۔ وہ شرابی بھی تھا۔ ہر وقت شراب کے نشے میں چور رہتا تھا۔ اُس مرد کے ساتھ رہ کر بیوی کی دولت تھوڑے ہی دنوں میں خرچ ہوگئی۔ بیوی کوڑی کوڑی کو محتاج ہوگئی تو اس مرد نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس اُس کی بیوی بھیک مانگ کر زندگی بسر کر رہی ہے۔

بیوی کا یہ حال دیکھ کر وہ آدمی رو دیا۔

اللہ میاں نے کہا۔ اب اپنی اولاد کا حال دیکھ۔ اُس نے دیکھا۔ اس کا ایک لڑکا جیل میں تھا۔ دوسرے پر فالج گرا تھا اور وہ اپاہج بنا پڑا تھا۔ اور ایک اندھا تھا اور لڑکیاں بیوہ ہوچکی تھیں۔ اور ان کا کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔ اپنے بچّوں کا یہ حال دیکھ کر وہ آدمی بہت رویا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تونے میرا سہارا نہیں لیا، اپنی دولت کا سہارا پکڑا۔ اس کا نتیجہ دیکھ لیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوسرے مالدار آدمی سے پوچھا میں نے تجھ کو جو مال دیا تھا، تونے وہ کس طرح خرچ کیا؟ اُس نے کہا۔ اے اللہ! میں نے وہ مال تیری راہ میں خرچ کیا۔ یتیموں اور بیواؤں کو دیا۔ تیرے بیمار بندوں کے لیے اسپتال بنوائے۔ مدرسے بنوائے ان مدرسوں میں اسلام کی تعلیم رائج کی جن غریب بچیوں کی شادی نہیں ہو رہی تھیں ان کی شادی کروائی۔ جو لوگ تیرا دین پھیلا رہے ہیں۔ ان کو سب سے زیادہ دیا۔ جس وقت میں مرا اُس وقت میرے بچے تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ مجھے نہیں معلوم کہ ان کا کیا حال ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اپنے بال بچّوں کے لیے کیا چھوڑا؟ اس آدمی نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو اس کے مہر میں ایک چھوٹا سا باغ دیا اور بچوں کے لیے ایک چھوٹی سی دوکان چھوڑی۔ جب میں مرنے لگا تو اپنے گھر والوں سے کہا میری کمائی

میں سے تمہاری قسمت میں اتنا ہی تھا۔ اب میں تمہیں اللہ کے سہارے چھوڑتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تو نے اپنے بال بچوں کو میرے سہارے چھوڑا۔ میرا سہارا ان کو مل گیا۔ میں نے تیری بیوی کے باغ میں برکت دی۔ تو اپنی بیوی کا باغ دیکھ۔ مالدار نے دیکھا اس کی بیوی کا باغ ہرا بھرا اور پھولا پھلا تھا۔ باغ کا ہر درخت پھلوں سے لدا ہوا تھا۔ اس کی بیوی پھلوں کو توڑ توڑ کر اکٹھا کر رہی تھی۔ خود کھاتی اور اللہ کے غریب بندوں کو کھلاتی اور اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی۔ یہ مالدار آدمی اپنی بیوی کا یہ حال دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ وہ اللہ کے حضور سجدے میں گر گیا۔ اللہ تعالیٰ کے احسان کا شکر ادا کیا۔

پھر اپنے لڑکوں کا حال دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ جو دوکان بچّوں کے لیے چھوڑ کر مرا تھا اس پر گاہکوں کی بھیڑ لگی ہوئی ہے اس کے لڑکے پڑھ لکھ کر دوکان داری کر رہے تھے۔ سودا بیچتے وقت بڑی نرمی سے بات کر رہے تھے۔ سچ بولتے۔ گاہکوں کو خوش رکھتے تھے۔ کھرا مال دیتے۔ مال خراب ہوتا تو بتا دیتے اور اس کے دام کم لگاتے۔ جو کچھ کماتے اس میں سے غریبوں کا حق ضرور نکالتے۔ ہر سال زکوٰۃ ادا کرتے۔ سب بھائی مل جُل کر کام کرتے۔ انھوں نے ایک بہت بڑا دینی مدرسہ بھی قائم کیا تھا۔

یہ دیکھ کر یہ مال دار آدمی پھر سجدے میں گر گیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لایا۔ بولا ”اے اللہ! یہ سب تیرا احسان ہے۔ تیرا سہارا ہی سچّا سہارا ہے۔ تیرے سہارے کے سوا دنیا کے سارے سہارے جھوٹے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا۔ ہمارے اس بندے کو جنت میں لے جاؤ۔ اس کو سب سے اچھی جگہ ٹھہراؤ اور اس کے اوپر ہماری رحمت برساؤ۔

جانچ

لیجئے، آج میں آپ کو وہ کہانی سُناتا ہوں جو پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیارے ساتھیوں (صحابہؓ) کو سُنائی تھی یہ ایسی اچھی کہانی ہے کہ آپ کو اس سے بڑی نصیحت ملے گی۔ کہانی مزے دار بھی ہے۔

اچھا لیجئے، سنئے کہانی۔

بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔ ایک تھا کوڑھی، ایک تھا گنجا اور ایک اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ پہلے کوڑھی کے پاس گیا اور اس سے پوچھا۔ تجھ کو سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے۔ اس نے جواب دیا، اچھی کھال اچھا جسم اور اچھا رنگ۔ فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا اور اس کا وہ عیب دور ہو گیا اور اس کو اچھا رنگ اور اچھی جِلد مل گئی۔ پھر فرشتے نے اس سے پوچھا۔ تجھے کون مال زیادہ پسند ہے۔ اس نے جواب دیا اونٹ فرشتے نے اسے ایک اونٹنی دیدی اور کہا، اللہ تعالیٰ اس میں تیرے لیے برکت عطا فرمائے گا۔ اس کے بعد وہ فرشتہ گنجے کے پاس گیا اور اس سے بھی اسی طرح پوچھا کہ تجھے کیا چیز زیادہ پسند ہے اس نے کہا کہ خوبصورت بال۔ میری یہ بیماری دور ہو جائے جس سے لوگ گھن کھاتے ہیں۔ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا،

اس کی بیماری دور ہو گئی اور خوبصورت بال نکل آئے۔ پھر فرشتے نے پوچھا تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے۔ اس نے کہا گائے۔ فرشتے نے اس کو ایک گائے دی، اور کہا کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے گا۔ پھر وہ فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور پوچھا کہ تجھے کیا چیز پسند ہے اس نے کہا کہ مجھے دکھائی دینے لگے۔ فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا، اور اسے دکھائی دینے لگا۔ پھر فرشتے نے پوچھا، تجھے کون سا مال پسند ہے۔ اس نے کہا۔ بکریاں۔ اس کو ایک بکری دی اور اُسے بھی برکت کی دعا دی۔ اس کے بعد وہ فرشتہ چلا گیا۔ ادھر تینوں جانوروں کے بچے بڑھنا شروع ہو گئے۔ ایک کی اونٹوں، دوسرے کی گائیوں سے اور تیسرے کی بکریوں سے ان کی چراگاہیں بھر گئیں۔ اب دیکھئے وہ فرشتہ اپنی اسی صورت میں پھر آیا اور پہلے کوڑھی کے پاس گیا اور کہا کہ میں ایک مسافر آدمی ہوں اور میرا سامانِ سفر ختم ہو چکا ہے۔ اب میں اپنے گھر تک نہیں پہنچ سکتا ہاں اگر اللہ مدد کرے اور تو مدد کرے۔ جس خدا نے تجھے یہ خوبصورت جسم اور رنگ دیا ہے اور یہ مال عطا فرمایا ہے۔ اسی کے لیے تجھ سے ایک اونٹ مانگتا ہوں۔ اس شخص نے کہا "حقدار تو بہت ہیں کس کس کو اونٹ دوں"۔ فرشتے نے کہا، ایسا لگتا ہے کہ میں تجھ کو پہلے سے جانتا ہوں تو وہی تو نہیں جو پہلے کوڑھی تھا پھر اللہ نے تجھے اچھا کر دیا۔ اور یہ مال عطا فرمایا۔ اس نے کہا نہیں نہیں، میں وہ نہیں ہوں اور یہ مال تو میں نے باپ دادا سے پایا ہے۔ تم کیا کہہ رہے ہو"۔ فرشتے نے کہا، اگر تو جھوٹ بول رہا ہے تو اللہ تجھے ویسا ہی بنا دے جیسا تو تھا۔

پھر فرشتہ گنجے کے پاس گیا اور اس سے وہی سوال کیا۔ جو کوڑھی سے کیا تھا۔ گنجے نے بھی اسی طرح جواب دیا۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تو جھوٹ بول رہا ہے، تو جیسا پہلے تھا، اللہ تجھے ویسا ہی بنا دے۔

اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں جس خدا نے تجھے یہ سب کچھ دیا ہے میں اسی کے نام پر ایک بکری مانگتا ہوں۔ اس شخص نے کہا کہ میں ایک اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے رحم کر کے میری آنکھیں ٹھیک کر دیں جو لینا چاہے لے لے اور جو چھوڑنا چاہے چھوڑ دے۔ میرا سارا مال حاضر ہے۔ فرشتہ نے کہا کہ اسے اپنے پاس ہی رکھو۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے تمہاری جانچ کی تھی۔ اللہ تم سے راضی ہوا، اور ان دونوں سے ناراض ہوا۔ ان میں سے جو کوڑھی تھا وہ پھر کوڑھی ہو گیا۔ اور اس کے سارے جانور مر گئے اور جو گنجہ تھا وہ پھر گنجہ ہو گیا۔ اور اس کے سارے جانور مر گئے۔ اب وہ دونوں بڑے دکھ میں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ تم کو اور بھی برکت عطا فرمائے گا اور آخرت میں بھی تمہارے درجے بلند کرے گا۔

پڑھ لی آپ نے یہ کہانی! سچ کہئے ہے نا مزے دار اور نصیحت والی۔ اچھا اب یہ بتائیے کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو مالدار کر دے تو آپ ان تینوں میں سے کس کی پیروی کریں گے؟

مانگنا

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ساتھی حضرت انس رضی اللہ عنہ بہت دنوں تک آپ کی خدمت میں رہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ، کو حضورؐ کی بہت سی باتیں یاد تھیں۔ وہ وہی باتیں دوسروں کو بتایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ، نے وہ نصیحتیں بھی یاد رکھیں جو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھی لوگوں کو کیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ، یہ نصیحتیں بھی لوگوں کو کیا کرتے تھے۔ ان نصیحتوں میں وہ نصیحت بہت ہی دلچسپ اور انسانوں کی عزت بڑھانے والی ہے جو حضورؐ نے ایک مانگنے والے شخص کو فرمائی۔ حضورؐ کی نصیحت کرنے کا طریقہ اتنا اچھا ہے کہ اگر اسی طرح لوگ دوسروں کو نصیحت کریں تو ضرور اثر ہو۔ نیچے ہم اسی مانگنے والے شخص کا قصہ حضرت انس رضی اللہ عنہ، کی زبانی لکھتے ہیں، پڑھئے اور آپ بھی نصیحت حاصل کیجئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ، کہتے ہیں کہ انصاریوں میں سے ایک صاحب حضور کی خدمت میں آئے اور کچھ مانگا۔ (حضورؐ کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ اللہ کے بندے اللہ کے سوا کسی کے آگے ہاتھ پھیلائیں۔ اللہ کے سوا کسی اور سے مانگیں۔ آپؐ نے ان صاحب کی یہ عادت چھڑانے کی بڑی عمدہ تدبیر فرمائی) آپؐ نے اُن سے پوچھا "تمہارے گھر میں کچھ ہے؟" انہوں نے کہا ایک موٹا کمبل ہے اس کمبل کو میرے گھر والے کچھ بچھا لیتے ہیں اور کچھ اوڑھ لیتے ہیں اور لکڑی کا ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں۔" آپؐ نے فرمایا کہ "یہ دونوں چیزیں

میرے پاس لے آؤ۔" وہ صاحب جاکر دونوں چیزیں لے آئے۔ آپؐ نے دونوں چیزیں ہاتھ میں لے کر پکارا "ان دونوں چیزوں کو کون خریدتا ہے؟" ایک شخص نے کہا "میں یہ دونوں چیزیں ایک درہم[1] میں خریدتا ہوں۔" یہ سن کر آپؐ نے پھر پکارا "کون ہے جو اس سے زیادہ دیتا ہے۔" یہ بات آپ نے دو تین مرتبہ فرمائی کسی اور شخص نے کہا میں دو درہم میں لینے کو تیار ہوں۔ آپؐ نے وہ دونوں چیزیں اس کو دے دیں اور دو درہم لے لیے پھر انصاری کو دونوں درہم دیتے ہوئے فرمایا "ایک درہم کا غلّہ مول لے کر بال بچوں کو اور دوسرے درہم سے کلہاڑی خرید لاؤ۔" وہ انصاری صاحب گئے اور کلہاڑی لے آئے۔ حضورؐ نے اپنے ہاتھ سے کلہاڑی میں دستہ ڈالا اور اس کے بعد ان سے کہا "جاؤ لکڑیاں کاٹو اور بیچو۔ میں پندرہ دن تک تمہیں نہ دیکھوں۔ پندرہ دن کے بعد آنا۔" (حضورؐ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ پندرہ دن خوب محنت کرنا)

وہ انصاری کلہاڑی لے کر چلے گئے۔ لکڑیاں کاٹ کاٹ کر بیچتے رہے۔ پندرہ دن کے بعد آئے۔ اس وقت ان کے پاس دس درہم تھے۔ ان میں سے کچھ سے انہوں نے کھانے کا سامان خریدا اور کچھ رقم سے کپڑا لیا۔ (یہ دیکھ کر حضورؐ بہت خوش ہوئے) آپؐ نے ان سے کہا "یہ تمہارے لیے اس سے زیادہ اچھا ہے کہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آؤ کہ تمہارے چہرے پر دھبّہ ہو (یعنی تم میں ایک یہ عیب ہو کہ تم مانگا کرتے تھے) اس کے بعد آپؐ نے نصیحت فرمائی کہ مانگنا کسی شخص کے لیے اچھا نہیں۔ صرف تین آدمی مانگ سکتے ہیں۔ (۱) وہ

---

[1] درہم ایک سکّہ ہوتا ہے۔ وہ سکّہ ہمارے یہاں کے ۲۳، ۲۴ نئے پیسوں کے برابر تھا۔

شخص جو غریبی کے مارے مرنے کے قریب پہنچ گیا ہو۔ (۲) وہ جس پر اپنا قرض ہو اور اس نے کسی قرضدار کی اتنی رقم کی ضمانت کر لی ہو کہ آپ ادا نہیں کر سکتا اور عزت جانے کا ڈر ہو۔ (۳) وہ شخص جس پر دیت[1] (خون بہا) کا بوجھ ہو اور وہ دے نہ سکتا ہو۔

پڑھ لی آپ نے یہ نصیحت۔ پیارے رسولؐ کے پیارے ساتھیؓ حضورؐ کی نصیحتوں پر بڑی سختی سے عمل کرتے تھے۔

ایک صاحب سے حضورؐ نے کہا کہ کسی سے کچھ مانگا نہ کرو تو انہوں نے اس سختی سے حضورؐ کی نصیحت پر عمل کیا۔ کہ اگر گھوڑے پر بھی سوار ہوتے اور کوڑا گر جاتا اور غلام بھی ساتھ ہوتا تو بھی اپنے غلام سے وہ گرا ہوا کوڑا نہ مانگتے بلکہ گھوڑے کو روکتے گھوڑے سے اُترتے اور خود کوڑا اٹھاتے۔ غلام کہتا بھی کہ حضرت مجھ سے مانگ لیتے تو جواب دیتے کہ میرے پیارے حبیبؐ نے مجھے نصیحت کی ہے کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں۔

دیکھا آپ نے! پیارے رسولؐ کی پیاری بات کو پیارے صحابہؓ کس طرح مانتے تھے۔ آؤ ہم تم بھی اسی طرح مانیں اور مانگنے سے تو بہت ہی بچیں۔ مانگنا انسان کو بے شرم بنا دیتا ہے۔ مانگنے والے کی عزت نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ مانگنے والے سے ناراض ہوتا ہے۔ سمجھے!

---

[1] کسی نے کسی کو قتل کر دیا۔ اسلامی شریعت میں قاتل کی سزا یہ ہے کہ اسے بھی قتل کر دیا جائے یا پھر وہ مقتول (جسے قتل کیا گیا) کے گھر والوں کو کچھ رقم دے دلا کر راضی کر لے اور وہ رقم لے کر معاف کر دیں۔ اس رقم کو دیت اور خون بہا کہتے ہیں۔

معافی

ابھی دو تین دن کی بات ہے۔ رفو نے میری ڈرائنگ کاپی سے گلاب کے پھول کا صفحہ پھاڑ لیا تھا۔ شام کو جب میں گھر آیا تو وہ بڑی خوشی کے ساتھ اس پھول سے کھیل رہی تھی۔ بے وقوف سونگھتی تھی۔ بھلا کہاں تصویر اور کہاں اصل پھول۔ میں نے اپنی ڈرائنگ کاپی کا ایک صفحہ اس کے ہاتھ میں دیکھا تو پکڑ کر مارنا شروع کر دیا۔ چار برس کی ننھی جان تتلا تتلا کر "بھائی جان معاف، بھائی جان معاف" یعنی معاف کر دیجئے کی التجا کر رہی تھی پھر میں نے کئی تھپڑ اور گھونسے رسید کر دیئے۔ وہ گر گئی۔ امی جان نے یہ مار دھاڑ سُنی تو دوڑی آئیں، اسے میرے چنگل سے چھڑایا اور لے بھاگیں۔ رات ہوتے ہوتے رفو کو بخار ہو گیا۔ وہ بخار میں "بھائی جان معاف بھائی جان معاف" بک رہی تھی

ابا جان دوکان سے عشا کے بعد آتے ہیں۔ وہ عشا کے بعد آئے تو انھوں نے سارا حال سُنا۔ بڑے افسوس کے ساتھ فرمانے لگے "ایک زمانہ وہ تھا کہ مسلمان معافی کا لفظ سُن کر دشمن کو معاف کر دیتا تھا آج اپنی سگی بہن وہ بھی ننھی سی جان کو معاف نہیں کیا جاتا اور صاحبزادے ہیں کہ مسلمان کے گھر میں پیدا ہوتے ہیں۔

یہ کہہ کر ابا جان رفو کو پیار کرنے لگے۔ مجھے کچھ نہ کہا۔ اب میرا غصّہ بھی اتر چکا تھا۔ مجھے بھی افسوس ہو رہا تھا کہ رفو کو بیکار پیٹا۔ اس کے بعد ابا جان کھانا کھا کر رفو کے پاس پھر آ بیٹھے۔ میں بھی جا کر بیٹھ گیا۔ امی جان کے آنے پر ابا جان نے معافی کا ایک ایسا واقعہ سُنایا میں سُن کر دنگ رہ گیا کہ کبھی ایسے مسلمان بھی ہوا

کرتے تھے۔ ابو جان نے ایک بدّو سردار کا واقعہ سُنایا۔ واقعہ یوں ہے:

ایک بار ایسا ہوا کہ ایک یہودی نے ایک مسلمان بدّو کو قتل کر دیا اور بھاگ گیا۔ دوسرے بدوؤں نے سُنا تو وہ یہودی کے پیچھے دوڑے یہودی بھاگ کر ایک نخلستان میں گھُس گیا۔ نخلستان کے مالک سے کہا "اللہ کے واسطے مجھے بچا لو۔ میرے دشمن میری جان لینے آ رہے ہیں۔" نخلستان کا مالک ایک بوڑھا شیخ تھا۔ اس نے یہودی کو نخلستان میں چھپا دیا۔ پھر جب دوسرے بدّو دوڑے ہوئے آئے تو انہوں نے شیخ کو بتایا کہ ایک یہودی نے آپ کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے اور وہ آپ کے نخلستان میں آیا ہے۔

یہ سننا تھا کہ شیخ دل پکڑ کر رہ گیا۔ اس نے بتایا کہ ہاں وہ یہاں آیا میں نے اسے اپنے گھر میں پناہ دی ہے۔ اب تم اُسے نہیں قتل کر سکتے۔ نوجوان بدو نے بہت ضد کی لیکن بوڑھا بیٹے کے غم میں روتا تو جاتا تھا پھر بھی یہی کہے جاتا تھا کہ میں نے اُسے اللہ کے واسطے پناہ دی ہے۔ میں نے اُسے معاف کر دیا ہے۔ تم اسے قتل نہیں کر سکتے۔

جب نوجوان بدّو چلے گئے تو بوڑھے شیخ نے یہودی سے کہا "لو تم یہ گھوڑا لو اور جس قدر تیزی سے بھاگ سکو۔ یہاں سے نکل بھاگو۔ نخلستان سے باہر میں تمہاری جان کی ذمہ داری نہیں لے سکتا۔" یہودی گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ گیا۔

یہ واقعہ سُنا کر ابّا جان نے میری طرف دیکھا۔ شرم کے مارے میرا سر جھُک گیا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

طمانچہ

ابھی پچھلے دنوں میرے ایک دوست علی گڑھ گئے تھے۔ علی گڑھ میں آنکھوں کا اسپتال ہے۔ میرے دوست اسی سلسلے میں وہاں گئے تھے۔ لوٹ کر آئے تو ایک ایسی بات سنائی جو مجھے بھولتی نہیں۔ وہی بات میں اپنے دوسرے دوستوں سے کہتا ہوں اور لیجئے آج میں نے اسے لکھ ڈالا اس سے نصیحت حاصل کیجئے۔ میرے دوست نے بتایا کہ:

"میں وہاں اسپتال میں ایک بنچ پر بیٹھا ہوا تھا۔ میرے پاس ایک صاحب بیٹھے تھے اور ان صاحب کے پاس آٹھ نو سال کا ایک لڑکا۔ پاس بیٹھے بیٹھے ہم باتیں کرنے لگے۔ میں نے ان صاحب سے پوچھا "آپ کو کیا شکایت ہے؟"

میرے یہ کہنے پر وہ صاحب رونے لگے۔ پھر اپنے پاس بیٹھے ہوئے لڑکے کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے "یہ میرا بچہ ہے۔ ایک دن گھر میں یہ ضد کر رہا تھا۔ میں اسے سمجھا رہا تھا۔ یہ کسی طرح نہ مانا۔ سمجھاتے سمجھاتے میں نے ڈانٹنا شروع کر دیا۔ جب یہ کسی طرح نہ مانا تو مجھے غصہ آگیا اور میں نے ایک طمانچہ اس کی کنپٹی پر مار دیا۔ یہ گر پڑا۔ اس کی ماں نے آکر اسے اٹھایا۔ اس کے

بعد دیکھا گیا تو اس کی بائیں آنکھ کی پُتلی پھری ہوئی تھی۔ اب تو میں بہت گھبرایا۔ اسے اسپتال لے گیا۔ ڈاکٹر سے سارا حال کہا کہ طمانچہ مار دینے سے بچّے کی آنکھ کا یہ حال ہوا۔ ڈاکٹر نے دیکھا، اس کے بعد بولا کہ بچّے کو علی گڑھ کے آنکھوں کے اسپتال میں لے جاؤ۔ تو صاحب، میں اس کو لے کر آیا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ پھر آنسو بہانے لگے۔ میں نے اس بچّے کی طرف دیکھا۔ سچ مچ اس کی بائیں آنکھ کا دیدہ پھرا ہوا تھا۔ مجھے بھی افسوس ہوا۔ اس وقت مجھے وہ حدیث یاد آئی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غصّہ کو شیطانی کام بتایا ہے اور وہ حدیث بھی یاد آتی جس میں فرمایا ہے کہ کسی کے گالوں پر تھپڑ نہیں مارنا چاہیئے۔"

سچ فرمایا پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جو کچھ فرمایا ہمارے ہی بھلے کے لیے فرمایا۔ اب ضرورت ہے کہ ہم پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر عمل کریں۔ عمل نہیں کریں گے تو اس دنیا میں بھی نقصان اٹھائیں گے اور اس دنیا میں بھی جہاں ہمیں اپنے کاموں کا پورا پورا حساب دینا ہوگا۔